فہرست مخطوطات

(کتب خانہ ادارۂ تحقیقات اسلامی)

احمد خان

مخطوطہ نمبر: ٥٣   داخلہ نمبر: ٣٨٠٠

عنوان: کشف الاسرار العلمیة بدار الضرب المصریة ۔ فن: کیمیا

تقطیع: ١٠ × ٦ ٣/٤ / ٧ × ٣ ٣/٤ ، ٢١ سطریں فی صفحہ، حجم ١٣ اوراق

مصنف: منصور بن بعرہ الذہبی الکاملی ۔

ابتدائے آفرینش سے انسان باہمی لین دین کے لئے مختلف اشیاء مبادلہ کے طور پر استعمال کرتا رہا ہے، جن میں حیوانات، اجناس، کھالیں اور شیشے کے علاوہ پتھر اور معدلیات قابل ذکر ہیں ۔ یہ امر پوری طرح واضح نہیں ہوسکا کہ باقاعدہ سکے کی شکل بن کر کوئی دھات کسی عہد میں استعمال ہوئی ۔ البتہ ہیروڈوٹس کے بیان کے مطابق باشندگان ''لیدی،، وہ لوگ ہیں جنہوں نے چاندی اور سونے کے سکے باقاعدہ دارالضرب میں بنوائے تھے (١) ۔

مسلمانوں کے ہاں سب سے پہلے عبداللہ بن زبیر (١ھ-٧٣ھ) نے ایک خاص شکل میں درہم بنوایا تھا ۔ سکہ تو اس سے پہلے بھی اس علاقہ میں مستعمل تھا مگر بدشکل اور بے قاعدہ تھا ۔ انہوں نے اس کی شکل گول بنوا دی ۔ ایک روایت کے مطابق ان علاقوں میں اس وقت کے مستعمل سکوں میں دینار کا نقش رومی زبان میں اور درہم کا فارسی زبان میں تھا ۔ مگر عبد الملك بن

---

(١) موجودہ ترکی اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ ٦٨٧ — ٢٥٦ قبل مسیح میں لیدی کہلاتا تھا اور یہیں یہ سکے بنے ۔ دیکھئے: ملکزادہ بیانی: تاریخ سکہ ۔ط دانشگاہ تہران، ١٣٤٦ شم ۔ ص ١٥ ۔

مروان کو سکوں کے یہ نقش ناگوار گزرے تو انہوں نے بدل دئے(۱) ۔ اس کے علاوہ انہوں نے ۷۶ھ میں سکے پر باقاعدہ دارالضرب کا نام بھی لکھوایا(۲) ۔

اس فن یعنی علم النمیات پر مسلمانوں نے بہت کم قلم اٹھایا ہے ۔ اس لئے اس فن کی تالیفات انگلیوں پر گنی جاسکتی ہیں۔ ان میں سے اہم چار رسالوں کو انستاس ماری الکرملی نے ''النقود العربیة و علم النمیات،، کے عنوان سے ایک مجموعے کی شکل میں ۱۹۳۹ء میں مصر سے چھپوا دیا تھا ۔

یہ اور ایسے دیگر رسالوں میں سکوں کے اوزان، دھاتیں، مختلف دارالضرب، ڈھالنے کے اوقات اور ان پر کیا کیا نقش تھا، ان سب باتوں سے بحث کرتے ہیں ۔ مگر رسالہ زیر نظر ان تمام سے الگ ہی موضوع کا حامل ہے ۔ اس میں صرف یہ بحث ہے کہ مصری دارالضرب کے اندر کون کون سے سکے، کس کس دھات سے بنے ۔ ان دھاتوں کو کیسے صاف کیا جاتا تھا ۔ انہیں کس کس نسبت سے باہم ملایا جاتا تھا ۔ بنے ہوئے سکوں کے اصلی اور نقلی ہونے کی پہچان کیا ہے ۔ کھرا کھوٹا کیسے جانچا جاسکتا ہے ۔ اس میدان میں صرف یہی ایک رسالہ ہے جو معلوم ہوا ہے ۔ اس کی ابتداء یوں ہوتی ہے :

أما بعد فانی قد جمعت فی هذا الکتاب من أسرار عمل الدینار و الدرهم بدار الضرب ما لا غنی عنه لمتولیها من معرفته . . .

مصنف نے اسے سترہ ابواب میں تقسیم کیا ہے ۔ آخر میں کتابت کی تاریخ ۱۱۳۰ھ لکھی ہے ۔ جو ظاہر ہے زیر تبصرہ نسخے کی تاریخ تحریر نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کا اصل نسخہ دارالکتب المصریہ میں موجود ہے اور تمام دنیا میں واحد نسخہ ہے ۔ اس نسخہ سے حکومت کے باقاعدہ ملازم کاتب نے کسی وقت یہ نسخہ نقل کیا ہے ۔ حکومت مصر کی مشینی ساخت کے کاغذ

---

(۱) محمد رفیع رضوی : گنج شائگاں ۔ ط مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مرادآباد، ۱۹۰۳ء، ج ۱، ص ۷ - ۸ ۔

(۲) حسین عبدالرحمن : النقود ۔ ط مطبعة الاعتماد بمصر ص ۱۱ ۔

پر اچھے خط نسخ میں سیاہ روشنائی سے غالباً اسی صدی کے اوائل میں لکھا گیا ۔ ابواب سرخ روشنائی سے تحریر کردہ ہیں ۔ مولانا عبدالعزیز میمن ۱۹۰۸ء میں کتابوں کی خریداری کے سلسلے میں قاہرہ گئے تھے ۔ غالباً یہ نسخہ وہاں سے مولانا ہی لائے تھے ۔ اس مجموعے میں چند اور بھی رسالے ہیں جن کے متعلق بعد میں لکھا جائے گا ۔

ہمیں بہت افسوس ہے کہ اس قدر اہم رسالے کے مصنف منصور بن بعرہ الذہبی الکاملی کے حالات زندگی نہیں مل سکے ۔ صرف اس رسالے کی تاریخ تحریر سے بعض علماء نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ صاحب ۱۱۳۰ھ میں حیات تھے (۱) ۔ مگر میرا خیال ہے کہ جس طرح کی تحریر اس رسالے کے آخر میں موجود ہے اس سے یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ مصنف واقعی اس سن میں زندہ تھے ۔ ممکن ہے پہلے انتقال کرچکے ہوں اور مصر کا نسخہ بھی مصنف کے نسخے سے ۱۱۳۰ھ میں نقل کیا گیا ہو ۔ اس لئے ہم نہیں کہ سکتے کہ منصور بن بعرہ الذہبی کس عہد سے تعلق رکھتے ہیں ۔ البتہ اتنا واضح ہے کہ ۱۱۳۰ھ سے پہلے تھے ۔

---

(۱) ایضاح المکنون (ط استنبول ۱۹۴۵ء ص ۳۰۹) میں ہے کہ مصنف اس سن میں اس تالیف سے فارغ ہوا ۔ مگر اصل کتاب میں ایسی کوئی عبارت نہیں ہے ۔ اس میں صرف "تم الکتاب بعون اللہ" لکھا ہے ۔ یہ کلمات کاتب بھی لکھ سکتا ہے ۔ ممکن ہے مصر والا نسخہ بھی نقل ہی ہو ۔